علوم نبوت کے حاملین کیلئے گراں قدر نصیحتیں

تحریر: ابوعمار عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ

حصول علم کی راہ سراسر جنت کی راہ ہے

یہ راہ ابتدا سے انتہا تک اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور جنت کی راہ ہے۔ فرمایا ''جو شخص کسی راستے پر چلے، جس میں وہ علم حاصل کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس سبب سے اسے جنت کی راہ پر چلائے گا اور فرشتے طالب علم کی رضا مندی کیلئے اپنے پر جھکاتے یا بچھاتے ہیں اور طالب علم کیلئے آسمان والے (فرشتے) اور زمین میں بسنے والی مخلوق حتیٰ کہ سمندر کے اندر مچھلیاں تک استغفار کرتی ہیں اور ایک عالم کو عابد پر وہی فضیلت ہوتی ہے جو چودھویں کے چاند کو دیگر ستاروں پر ہوتی ہے۔'' [سنن ابی داؤد: ۳۶۴۱]

یہ وراثت نبوی ہے

دنیا میں بسنے والے تمام لوگوں میں سے عالم ربانی، عالم حقانی کا یہ مقام ہے کہ انہیں انبیاء کا وارث قرار دیا گیا ہے اور یہ اعزاز و منصب کسی بڑے سے بڑے بادشاہ، سونے چاندی اور خزانوں کے مالکوں یا جائیدادوں کے وارثوں کو نصیب نہیں ہوا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ''بیشک علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء درہم و دینار کے وارث نہیں بناتے، وہ علم کے وارث بناتے ہیں، جس نے یہ چیز لے لی اس نے بہت بڑا نصیبہ پایا۔'' [سنن ابی داؤد: ۳۶۴۱] اور دوسرے الفاظ میں علم پیغمبر کو دیئے گئے اس مشروب مطہر کا بقیہ اور بچا ہوا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت میں تقسیم فرمایا اور اب آپ اور ہم اس کا کوئی گھونٹ لینے کیلئے اس قطار میں آ کھڑے ہوئے ہیں۔

امام محمد بن علی بن حسین رحمہ اللہ کا قول ہے ''خدا داد بصیرت اور حدیث نبوی کے فہم ہی سے انسان فقیہ اور دانا بنتا ہے۔'' اور نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ کیا خوب فرماتے ہیں ''بلاشبہ علم حدیث کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لینے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان معنوی طور پر صحابیت کے درجہ پر فائز ہو جاتا ہے۔ ہمارے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جو طویل بعد زمانی ہے ہمارا آپ سے رابطہ اسی علم ہی کے ذریعے ممکن ہے، اور

حدیث کے طالب علم کے ذہن میں کثرت مطالعہ ومذاکرہ کی وجہ سے آپ ﷺ کی ایسی تصویر رچ بس جاتی ہے جو مشاہدہ ومعاینہ کا حکم رکھتی ہے۔''

جناب حسن بن محمد نسوی رحمہ اللہ نے کیا خوب کہا ہے:(أهل الحديث هم أهل النبی و ان لم يصحبوا نفسه أنفاسه صحبوا) ''یہ اہل حدیث ہی حقیقت میں اہل نبی ہیں، یہ لوگ اگرچہ شخصی طور پر آپ کی ذات اقدس کی صحبت سے فیض یاب نہیں ہو سکتے، لیکن آپ کے انفاس طیبہ یعنی آپ کی گفتگو اور سیرت سے بالضرور فیض یاب ہیں۔'' ایک بزرگ کا قول ہے کہ'' میرے لیے علم حدیث میں شوق کی واحد وجہ لفظ ''قال رسول الله'' کا تکرار ہے! اہل حدیث کیلئے یہ کس قدر اعزاز وکمال ہے کہ جب بھی آپ ﷺ کا نام نامی لیا جاتا ہے تو یہ لوگ کس خوبصورتی اور جذبے سے آپ کیلئے صلاۃ وسلام کا ورد کرتے ہیں! یہ لوگ علوم محمدیہ میں کس قدر رفنا ہیں کہ انہوں نے اپنی ہستیوں کو رسول اللہ ﷺ کی ذات میں گم کر دیا ہے۔ انہوں نے احادیث محمدیہ کی اس قدر خدمت کی ہے کہ اب خود مخدوم بن گئے ہیں۔''

علماء ہی فی الواقع ''مبارک شخصیات'' ہیں

قرآن مجید ذکر کرتا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بارے میں جب گفتگو فرمائی اور اپنا تعارف کرایا تو فرمایا﴿و جعلنی مبارکا أین ما کنت﴾[مریم:۳۱] ''اللہ نے مجھے بابرکت بنایا ہے۔'' اس کی تفسیر جناب مجاہد رحمہ اللہ نے معلما للخیر (خیر اور نیکی کی تعلیم دینے والا) فرمائی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ آپ کی برکت ''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر'' تھی اور ایک ترجمہ ''ثابتا فی دین اللہ'' (اللہ کے دین میں ثابت قدم اور صاحب استقامت) ذکر ہوا ہے اور یہی معانی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں وارد اوصاف﴿ان ابراهيم كان امة﴾ کے ذکر ہوئے ہیں۔ ہمارے اساتذہ کرام جو ہمیں قرآن کریم، تفسیر، حدیث اور فقہ اسلامی کا درس دیتے ہیں ان شاء اللہ جیسا کہ ہمارا گمان ہے ان ہی اوصاف کے وارث ہیں (و لا نزكی علی الله أحدا) بہرحال یہ ایک بڑی خیر اور سعادت ہے جسے یہ حاصل ہو جائے۔ اور امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ کا یہ قول ہمارے لیے کس قدر فرحت افزا ہے کہ (ان الله ليدفع البلاء عن اهل هذه المدينه لمكان ابی بكر محمد بن اسحاق) ''اللہ تعالیٰ شیخ ابو بکر محمد بن اسحٰق (ابن خزیمہ) کی وجہ سے اس شہر نیشاپور سے مصائب وابتلاء دور فرما رہا ہے۔'' (مراد اس سے ان کی دعا اور اشاعت معروف اور

انکارِ منکر وغیرہ کے افعال خیر ہیں) اور یوں بھی بیان ہے کہ علماء اپنے علم کی برکت سے فتنوں سے محفوظ رہتے ہیں (ان الفتنة تجیء فتنسف العباد نسفا و ینجو العالم منها بعلمه) ''یعنی فتنے اور آزمائشیں آتی ہیں اور بندوں کو ان کے ذریعے آزمایا اور کھنگالا جاتا ہے مگر ان سے علماء اپنے علم کی برکت سے بچ نکلتے ہیں۔''

[تہذیب تاریخ دمشق: ۱۷۱/۲]

عبادت کا اجر یا عوض......؟

اس موقع پر ایک نو خیز طالب علم اور صاحب علم کو یہ خیال آتے ہیں اور آنے بھی چاہئیں کہ کل کلاں فارغ التحصیل ہو کر بڑے خطیب، عالم بے بدل، مدرس اور مفتی وغیرہ بنیں گے، ایک اونچا منصب ہوگا اور بھاری تنخواہ ہوگی تو یہ خیالات ایک اعتبار سے فطری ہیں اور قیمتی بھی۔ ان کی حفاظت کیجیے اور اپنے ساتھیوں سے آگے بڑھیں۔ ایک اعلیٰ مقام و مرتبہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے تندہی اور اخلاص سے محنت کرتے ہوئے اپنے تعلیمی مراحل طے کیجیے، اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب و کامران فرمائے۔ لیکن تھوڑی سی احتیاط کہ یہ مقامات و منازل کل اللہ کے ہاں قیامت کے روز اور جنت میں حاصل ہوں اور وہاں فوز و فلاح کا باعث بنیں۔ جیسا کہ بیان ہوا یہ تعلیم و تعلم سراسر عبادت کا عمل ہے اور عبادت میں اصل مقصد اپنے رب تعالیٰ کو راضی کرنا ہوتا ہے اور عبادت کا عوض اور بدل لوگوں سے نہیں لیا جا سکتا۔ اگر کوئی شخص اپنے نماز روزے کا عوض اور بدل لوگوں سے لیتا ہے تو (خسر الدنیا و الآخرة) ''اس نے دنیا و آخرت کا خسارہ اور گھاٹا پایا۔''

علم میں ایسے خیالات و جذبات کہ صرف دنیا اور دنیا داری ہی مقصود ہو، دنیا کی زیب و زینت، اپنے ساتھیوں کو مات دینا یا اپنے مقابل کو نیچا دکھانا ہی منظور نظر ہو یا صرف اونچا منصب اور اونچی تنخواہ ہی پیش نگاہ ہو تو یہ ایک شیطانی فتنہ ہے۔ اس سے اپنے آپ کو دُور اور بالا رکھنا فرض ہے۔ اگر شرعی علم و تعلیم میں ایسی نیت اور مقصد ہی منتہائے نظر ہو تو اس کی بجائے کوئی اور کام اور کاروبار کر لینا ہی مفید رہے گا۔ اعمال آخرت میں دنیا داری کے خیالات کی آمیزش کا مسئلہ امام ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ کی کتاب ''جامع العلوم والحکم'' کی پہلی حدیث کی شرح میں تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ وہاں ملاحظہ کیا جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''علم (دین) حاصل کرنے میں جس کی نیت یہ ہو کہ دوسرے علماء سے مقابلہ بازی یا احمقوں کے ساتھ بحث مباحثہ کرے یا اس کے ذریعے لوگوں کی نظروں اور چہروں کو اپنی طرف

متوجہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں ڈالے گا۔'' [جامع الترمذی:۲۸۶۶]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس نے کوئی علم سیکھا کہ جس سے اللہ کی رضا حاصل کی جاتی ہے اور وہ اسے محض اس نیت اور مقصد سے حاصل کرے کہ اس کے ذریعے دنیا کا کوئی مال حاصل کرے، تو ایسا آدمی جنت کی خوشبو نہیں پا سکے گا۔ [سنن ابی داؤد:۳۶۶۴]

اے عزیزان! اس لیے اپنے عزائم اور مقاصد کو بہت بلند و بالا رکھیے مگر صرف اور صرف اس لیے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو، اس کا تقرب حاصل ہو، رسول اللہ ﷺ کی قربت اور آپ ﷺ کی شفاعت مل جائے اور رہے یہ جذبات کہ دنیا بھی تو چاہیے، کھانے پینے پہننے اور رہنے سہنے وغیرہ کیلئے بھی کچھ ہونا چاہیے تو اس بارے میں یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کیلئے اسی راہ میں ایسے حلال پاکیزہ ذرائع پیدا فرما دے گا جن سے اس چندروزہ زندگی کی ضروریات بخوبی پوری ہوتی رہیں گی۔

ہم سب کا ایمان ہے کہ رزق کا معاملہ سراسر اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لیا ہوا ہے فرمایا (و ما من دابة فی الارض الا علی الله رزقها) [هود:٦] ''زمین میں چلنے پھرنے والا جو بھی کوئی جانور ہے تو اس کا رزق اللہ کے ذمے ہے۔'' اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ سے وعدہ فرمایا ہے کہ ﴿و لسوف یعطیک ربک فترضی﴾ ''اللہ تعالیٰ آپ کو وہ کچھ عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔'' [الضحیٰ:۵]

اس میں دنیا اور آخرت دونوں جہان کی نعمتوں کے وعدے ہیں۔ جیسے کہ آپ ﷺ کی سیرت میں ہمیں نظر آتے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعینؒ اور ائمہ عظامؒ کی تاریخوں سے واضح ہے۔ ہمارے اساتذہ کرام کی زندگیاں ہمارے سامنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی عالم کو بے سروسامان نہیں چھوڑا ہے۔ ہمیں اور آپ کو اس میدان میں مکمل طور پر اللہ تعالیٰ پہ یقین رکھنا چاہیے۔

رزق کبھی بھی ان دنیاوی ڈگریوں، فنون اور دستکاریوں سے نہیں ملتا، یہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے ظاہری اسباب ضرور بنائی ہیں مگر اصل رازق و رزاق تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ﴿و کاین من دآبة لا تحمل رزقها الله یرزقها و ایاکم و هو السمیع العلیم﴾ [العنکبوت:٦٠] ''اور بہت سے جانور ہیں کہ اپنی روزی اٹھائے نہیں پھرتے۔ ان سب کو اور تمہیں بھی اللہ ہی رزق دیتا ہے۔ وہ بڑا ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔'' بچہ ابھی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اور اس کے رزق کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ ابو تمام صاحب

الحماسہ کے یہ اشعار بڑے عظیم ہیں۔

و لو کانت الأ رزاق تجری علی الحجٰی هلکن اذا من جهلهن البهائم

و لم یجتمع شرق و غرب لقاصد و لا المجد فی امریء والدراهم

''اگر رزقوں کی تقسیم عقلوں کی بنیاد پر ہوتی تو چوپائے اپنی جہالت کی وجہ سے ہلاک ہو گئے ہوتے۔محض کسی کے چاہنے سے اس کیلئے مشرق و مغرب (دنیا) جمع نہیں ہوسکتی اور نہ ہی کسی کیلئے عزت و ناموری اور دراہم (روپیہ پیسہ) اکٹھے ہوسکتے ہیں۔''

اس موضوع میں درج ذیل حدیث طلبہ علوم شرعیہ، ان کے اساتذہ کرام اور دیگر اعیان حق اور ان کے معاونین گرامی کیلئے انتہائی خوشخبری ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے ''جس شخص کا مقصد (محض) حصول دنیا ہی ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کے کام بکھیر دیتا ہے اور اسے دنیا اتنی ہی ملتی ہے جتنی اس کیلئے مفید ہوتی ہے اور جس کی نیت آخرت کا حصول ہو اللہ تعالیٰ اس کے کام مرتب کر دیتا ہے اور اس کے دل میں استغنا پیدا فرما دیتا ہے اور دنیا ناک رگڑتی ہوئی اس کے پاس آجاتی ہے۔'' [سنن ابن ماجہ: ۴۱۰۵]

جناب پروفیسر عبدالجبار شاکر صاحب مرحوم نے کیا خوب فرمایا ہے ''حقیقت یہ ہے کہ ہمیں رزق کے معنی نہیں آتے، رزق کسے کہتے ہیں؟ ہمارے رزق کے تصور کے غلط ہونے کی وجہ سے بعض چیزیں جو ''رزق'' نہیں بلکہ ''فتنہ'' ہیں، ہم اسے ''رزق'' تصور کر لیتے ہیں۔ وگرنہ اسی کائنات میں جو رزق کی حقیقت اور اصلیت ہے وہ ہر ذی روح انسان تو کیا اس سے لاکھوں بڑی دوسری مخلوقات ہیں جن کیلئے اصلی رزق جو حیات کو قائم رکھنے والا ہے، وہ فطری طور پر خود فراہم کیا گیا ہے۔''

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ''جب میں نے طلب علم کا عزم کیا اور دیکھا کہ علم اٹھا جا رہا ہے تو میں نے دعا کی: اے میرے رب! مجھے معیشت بھی چاہیے، رزق کے معاملے میں میری کفالت فرما اور علم کیلئے فراغت نصیب فرما۔'' کہتے ہیں کہ پھر میں طلب علم میں مشغول ہوگیا۔ چنانچہ آج تک مجھے کوئی محرومی نہیں رہی! [تاریخ الاسلام ذھبی: ۱۰/۲۲۵]

(تو منگتوں اور گداؤں کی مانند تھوڑی سی مزدوری اور عوض کی خاطر بندگی مت کر (جانے رہ کہ) مالک خود ہی اپنے بندوں کی پرورش اور پالنے کے اندر بخوبی جانتا ہے)

دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ......!

عزیزان محترم! کبھی بھی اس وہم اور شبہ میں نہ آئیں کہ لوگ علماء کی عزت نہیں کرتے۔ یہ دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ ہے جبکہ سب سے بڑی حقیقت اور سچ یہ ہے کہ ﴿و لله العزة و لرسوله وللمؤمنين﴾ [المنافقون:۸] ''عزت تو صرف اور صرف اللہ، اس کے رسول ﷺ اور ایمان داروں کیلئے ہے۔'' اس آیت کریمہ کی روشنی میں انبیاء ورسل اور متبعین کی سیرتوں پر غور اور توجہ کریں تو یہ حقیقت سامنے آئے گی کہ اللہ رب العالمین کی قدر صرف اہل ایمان ہی نے پہچانی ہے اور رسول کریم ﷺ کی عزت بھی ہمیشہ کسی صدیق وفاروق ہی نے کی ہے۔ ایمان داروں نے کبھی کسی مؤمن کو بے وقار نہیں کیا۔

آپ کو بھی یہ جان لینا چاہیے کہ اہل ایمان دنیا کے جس کسی کونے میں بھی ہوں وہ آپ سے محبت کرتے ہیں اور آپ ان کو جہاں کہیں بھی مل گئے وہ آپ کی ایسی عزت کریں گے کہ آپ کو اس کا اندازہ نہیں اور آخرت کا معاملہ تو اللہ کے ہاں ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اس کائنات کے عزیز ترین فرد اور اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین بندے محمد رسول اللہ ﷺ ہیں تو کیا کوئی ابوجہل اور ابولہب آپ ﷺ کی عزت کرنے کا روادار ہوسکتا تھا۔ یا عبداللہ بن ابی (منافق) نے زندگی بھر آپ ﷺ کی کوئی عزت کی؟

آپ ایمان وتقویٰ کی بنیاد پر ہر لحاظ سے معزز اور محترم ہیں۔ آپ کو اپنی شخصیت اور ایمان وعمل پر نظر رکھنی چاہیے کہ آپ اپنے اللہ سے کتنے باوفا ہیں؟ کوئی آذر اپنے ابراہیمؑ جیسے بیٹے کی قدر نہیں کرے گا اور نہ کوئی فرعون وہامان یا قارون، موسیٰ وہارون کو کوئی اہمیت دے گا۔

آج کے بعض حضرات جو کہتے ہیں کہ علما کی کوئی قدر نہیں۔ اگر میں کہوں کہ شاید انہوں نے خود اپنی قدر نہیں پہچانی! تو شاید بے جا نہیں۔ علماء یقیناً اہل ایمان کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور ان کے دلوں کا قرار ہیں۔ مگر کفار ومنافقین اور فاسقین کی آنکھوں کیلئے خار اور ان کی راہ کے پتھر ہیں اور یہ ساری بحث ربانی ومخلص علماء سے متعلق ہے نہ کہ کسی نام نہاد صاحب جبہ و دستار سے! ﴿اللهم الهمنا رشدنا و اعذنا من شرور انفسنا﴾ جناب ذوالنون مصری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ علماء ایک دوسرے کو تین باتوں کی نصیحت کیا کرتے بلکہ ایک دوسرے کو لکھ بھیجا کرتے تھے (۱) جس شخص نے اپنے باطن کی اصلاح کر لی، اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو بھی عمدہ بنا دے گا۔ (۲) جس نے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے مابین تعلق کو عمدہ بنا لیا، اللہ تعالیٰ اس کے اور لوگوں کے مابین تعلق کو بھی عمدہ اور پسندیدہ بنا دے گا۔ (۳) اور جس نے اپنی آخرت کے سنوارنے میں محنت کی، اللہ تعالیٰ اس کی دنیا کے معمولات کو بھی سنوار دے گا۔ [سیر أعلام النبلاء:۱۹/۱۴۱]